بسم اللہ الرحمن الرحیم

اولاد کے ساتھ کاروباری شرکت

اختر امام عادل قاسمی
مہتمم جامعہ ربانی منوروا شریف، سمستی پور

شائع کردہ

جامعہ ربانی منوروا شریف سمستی پور بہار

شرکت کا کاروبار ایک قدیم مسئلہ ہے، جس کی بے شمار صورتوں کا تذکرہ کتب فقہ میں موجود ہے، کاروبار میں شرکت کی ضرورت پڑتی ہے، تاکہ کام میں سہولت پیدا ہو، کاروبار کو وسعت دی جاسکے، اس کے پھیلاؤ سے کئی لوگوں کو ملازمتیں مل جاتی ہیں، کاروبار کی وسعت سے جہاں مالکان کی شرح منافع میں اضافہ ہوتا ہے، وہیں عام لوگوں کے لئے معتدل حالات میں قیمتوں کی شرح میں بھی تخفیف ہوتی ہے، مختلف صلاحیتوں کے ملنے سے ملک و قوم کی اقتصادی حالت بھی مستحکم ہوتی ہے، اور بہت سے وہ کام جو الگ الگ لوگ نہیں کرسکتے ایک کمپنی اسے انجام دے لیتی ہے، اس لئے شرکت کے کاروبار کی بڑی اہمیت ہے اس کی حوصلہ افزائی ہونی چاہئے، اس میں کبھی مفاسد بھی پیدا ہوتے ہیں، اور چھوٹی چھوٹی غلط فہمیاں بڑے نزاعات کا سبب بن جاتی ہیں، لیکن اس کے سد باب کے لئے شریعت میں اور اس کے زیر اثر دنیوی قوانین میں بھی اصولی ہدایات موجود ہیں جن کو بروئے کار لاکر اس طرح کی مشکلات سے بآسانی بچا جاسکتا ہے ،۔۔۔ مگر عام طور پر اس طرح کی قانونی یا اخلاقی ہدایات کا استعمال لوگ اس وقت کرتے ہیں، جب کسی اجنبی شخص کو اپنے کاروبار میں شریک کریں، اپنے خاص رشتہ داروں بالخصوص اولاد اور بھائیوں کے معاملے میں ضابطے سے زیادہ رابطے کو بنیاد بنالیا جاتا ہے اور قانونی شرائط و قیود کی تنقیحات پر قرابت و محبت کی

وقتی اخلاقیات غالب آجاتی ہیں، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ معاملات کی شفافیت کے بغیر کاروبار آگے بڑھتا ہے، ہر شخص دوسرے سے اپنے لئے زیادہ پر امید ہوتا ہے ،اور جس رابطہ کو پیش نظر رکھ کر کاروبار کے آغاز میں معاملہ کی وضاحت نظر انداز کردی جاتی ہے اسی رابطہ کا ہر فریق استحصال کرنا چاہتا ہے ،اور یہیں سے اختلافات جنم لیتے ہیں،اسی لئے شریعت اسلامیہ نے معاملات میں شفافیت کو بڑی اہمیت دی ہے،اور قرابت کو اس میں حائل ہونے سے روکا ہے،۔۔۔اس لئے بنیادی طور پر تمام خاندانی یا معاشرتی حجابات سے بالاتر ہوکر آغاز شرکت ہی میں تمام تفصیلات کی وضاحت ہوجانی ضروری ہے، بصورت دیگر نزاع کے وقت فقہاء کے ان قانونی احکام پر انحصار کرنا ہوگا جو بالعموم شریعت مطہرہ اور عرف عام میں باپ بیٹوں کے رشتہ ومقام اور معاشرتی واخلاقی اقدار وروایات کے مد نظر دیئے گئے ہیں، اس ضمن میں یہاں باپ بیٹوں کی شرکت کی چند صورتیں پیش کی جاتی ہیں جو عام طور پر معاملہ کے آغاز میں شرکت کی نوعیت واضح نہ ہونے کی بنا پر پیدا ہوتی ہیں، ان میں کئی صورتوں کے تعلق سے فقہاء کے یہاں صراحتیں پہلے سے موجود ہیں:

بحیثیت معاون اولاد کی شرکت

(ا)اکثر ایسا ہوتا ہے کہ باپ اپنے کاروبار میں اپنے ایک یا چند بیٹوں کو شامل کرلیتا ہے ،اور پھر رفتہ رفتہ بیٹے اس کاروبار کو پوری طرح سنبھال لیتے ہیں ،بلکہ پہلے سے بھی زیادہ ترقی دے دیتے ہیں، اس صورت میں فقہاء نے صراحت

کی ہے کہ اگر یہ کاروبار والد کے سرمایہ سے شروع ہوا، کسی بیٹے کا مال اس میں شامل نہیں ہوا، شرکت کی نوعیت واضح نہیں کی گئی، اور کاروبار میں سرگرم اولاد خود والد کے زیر عیال ہو، یعنی اس کی بنیادی ضروریات والد کے گھر سے پوری ہوتی ہوں، تو وہ سارا سرمایہ والد کی ملکیت قرار پائے گا اور کاروبار میں شریک اولاد کو والد کا محض معاون قرار دیا جائے گا، حصہ دار نہیں، اور والد کے انتقال کے بعد پورا متروکہ سرمایہ تمام ورثہ کے درمیان حصۂ شرعی کے مطابق تقسیم ہو گا ،خواہ باپ کی زندگی میں وہ اس کے کاروبار میں شریک رہے ہوں یا نہ رہے ہوں ،فقہاء نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ باپ کے زیر عیال رہتے ہوئے بیٹا کوئی درخت بھی لگائے تو اس درخت کا مالک باپ ہو گا، اور باپ کے بعد تمام ورثہ اس کے مستحق ہونگے۔

ابن عابدینؒ رقمطراز ہیں:

لما في القنية الأب وابنه يكتسبان في صنعة واحدة ولم يكن لهما شيء فالكسب كله للأب إن كان الابن في عياله لكونه معينا له ألا ترى لو غرس شجرة تكون للأب[1]۔

ترجمہ: قنیہ میں ہے کہ باپ اور بیٹے ایک صنعت میں کام کریں اور کسی کے پاس کچھ نہ ہو تو اگر بیٹا باپ کی کفالت میں ہو تو ساری کمائی باپ کی ہو گی اور

---

[1] - حاشية رد المحتار على الدر المختار شرح تنوير الأبصار فقه أبو حنيفة ج ۴ ص ۳۲۵ ابن عابدين.الناشر دار الفكر للطباعة والنشر.سنة النشر 1421هـ – 2000م.مكان النشر بيروت.عدد الأجزاء 8 ،

بیٹا اس کا مددگار قرار پائے گا، اگر بیٹا درخت لگائے تو وہ بھی باپ ہی کا ہوگا۔

یہی مضمون مزید وضاحت کے ساتھ ایک دوسرے مقام پر اس طرح ہے:

الابن إذا كان في عيال الأب يكون معينا له فيما يصنع ما اكتسبه الابن يكون لأبيه إذا اتحدت صنعتهما ولم يكن مال سابق لهما وكان الابن في عيال أبيه لأن مدار الحكم كونه معينا لأبيه[2]

کاروبار میں شریک اولاد کو (شرکت یا اجرت مثل وغیرہ کے نام پر) کوئی اضافی حصہ نہیں ملے گا وہ بھی دوسرے ورثہ کی طرح صرف اپنے حصہ کے حقدار ہونگے:

مادة 1398 إذا عمل شخص في صنعة هو وابنه الذي في عياله فكافة الكسب لذلك الشخص وولده يعد معينا له كما إذا أعان شخصاولده الذي في عياله حال غرسه شجرة فتلك الشجرة للشخص ولا يكون ولده مشاركا له [3]۔

کیونکہ عرف یہی ہے کہ بچے باپ کی کفالت میں رہتے ہوئے گھریلو اور

---

[2] -حوالہ بالا ج ۷ ص ۵۰۴کذا فی **قرة عيون الاخيار لتكملة رد المحتار على"الدر المختار : شرح تنوير الابصار" ج ۲ ص ۱۱۶المؤلف : علاء الدين محمد بن محمد أمين المعروف بابن عابدين (المتوفى : 1306هـ)**

[3] - **مجلة الأحكام العدلية ج ۱ ص ۲۶۹ جمعية المجلة تحقيق نجيب هواويني الناشر كارخانه تجارت كتب عدد الأجزاء۱۔**

کاروباری امور میں باپ کے معاون ہوتے ہیں، اور عرف وشرع میں یہ بیٹے کے فرائض میں شمار کیا جاتا ہے، اس لئے اس پر اجرت کا سوال پیدا نہیں ہوتا، کہ بیٹا باپ کی خدمت کرکے اجرت نہیں لے سکتا، درر الحکام میں ہے:

إذَا عَمِلَ أَحَدٌ فِي صَنْعَتِهِ مَعَ ابْنِهِ الَّذِي فِي عِيَالِهِ فَكَافَّةُ الْكَسْبِ لِذَلِكَ الشَّخْصِ وَيُعَدُّ وَلَدُهُ مُعِينًا , كَمَا أَنَّهُ إذَا غَرَسَ أَحَدٌ شَجَرًا فَأَعَانَهُ وَلَدُهُ الَّذِي فِي عِيَالِهِ فَيَكُونُ الشَّجَرُ لِذَلِكَ الشَّخْصِ وَلَا يُشَارِكُهُ وَلَدُهُ فِيهِ) إذَا عَمِلَ أَحَدٌ فِي صَنْعَةٍ هُوَ وَابْنُهُ الَّذِي فِي عِيَالِهِ وَاكْتَسَبَا أَمْوَالًا وَلَمْ يَكُنْ مَعْلُومًا أَنَّ لِلِابْنِ مَالًا سَابِقًا فَكَافَّةُ الْكَسْبِ لِذَلِكَ الشَّخْصِ وَلَا يَكُونُ لِوَلَدِهِ حِصَّةٌ فِي الْكَسْبِ بَلْ يُعَدُّ وَلَدُهُ مُعِينًا وَلَيْسَ لَهُ طَلَبُ أَجْرِ الْمِثْلِ[4]

امام سرخسیؒ لکھتے ہیں:

وإن استأجر الرجل ابنه ليخدمه في بيته لم يجز ولا أجر عليه لأن خدمة الأب مستحق على الابن دينا وهو مطالب به عرفا فلا يأخذ عليه أجرا ويعد من العقوق أن يأخذ الولد الأجر على خدمة أبيه والعقوق حرام[5]

---

[4] - درر الحكام شرح مجلة الأحكام ج ۳ ص ۴۴۴ تا۴۴۶ علي حيدر تحقيق تعريب: المحامي فهمي الحسيني الناشر دار الكتب العلمية

[5] - المبسوط للسرخسي ج ١٦ ص ١٠٧ تأليف:شمس الدين أبو بكر محمد بن أبي سهل السرخسي دراسة وتحقيق: خليل محي الدين الميس الناشر:دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت، لبنان الطبعة الأولى، 1421هـ

☆البتہ بیٹا باپ کے زیر کفالت نہ ہو اور اپنی بنیادی ضروریات کا خود انتظام کرتا ہو اور شرکت کی نوعیت طے نہ کی گئی ہو تو ایسی صورت میں بیٹا مناسب اجرت عمل کا مستحق ہو گا، اس لئے کہ فقہا نے بیٹے کو باپ کا معاون اس صورت میں قرار دیا ہے، جبکہ باپ اور بیٹے کا کاروبار متحد ہو اور بیٹا باپ کے زیر عیال ہو اور فقہاء کے یہاں قیود قابل لحاظ ہوتی ہیں، اس لئے زیر کفالت نہ ہونے کی صورت میں شریک اولاد کو بالکلیہ محروم قرار دینا ظلم ہو گا، حدیث پاک میں ہے:

لاضرر ولاضرار [6]

ترجمہ: نہ نقصان پہونچانا درست ہے اور نہ نقصان کا تبادلہ کرنا۔

فقہانے لکھا ہے کہ جس کی مدد سے نفع ہو تو اس کو اجرت مثل ملنی چاہئے، شامی میں ہے:

وما حصله أحدهما بإعانة صاحبه فله ولصاحبه أجر مثله [7]

2000م)، المحيط البرهاني ج ٨ ص ٤٠ المؤلف : محمود بن أحمد بن الصدر الشهيد النجاري برهان الدين مازه المحقق :الناشر : دار إحياء التراث العربي الطبعة :عدد الأجزاء :11)

[6] - سنن ابن ماجه ج ٢ ص ٧٨٤حدیث نمبر: ٢٣٤٠ المؤلف : محمد بن يزيد أبو عبدالله القزويني الناشر : دار الفكر – بيروت تحقيق : محمد فؤاد عبد الباقي عدد الأجزاء : 2)

[7] - حاشية رد المختار على الدر المختار شرح تنوير الأبصار فقه أبو حنيفة ج ٢ ص ٣٢٣ لابن عابدين.الناشر دار الفكر للطباعة والنشر.سنة النشر 1421هـ – 2000م.مكان النشر بيروت.عدد الأجزاء 8)

درر الحکام میں ہے:

وَإِذَا حَصَّلَهُ أَحَدُهُمَا وَأَعَانَهُ الْآخَرُ فَيَكُونُ الْمَالُ لِمَنْ حَصَّلَهُ وَلِلْآخَرِ حَقُّ أَخْذِ أَجْرِ الْمِثْلِ , وَمِقْدَارُ أَجْرِ الْمِثْلِ هَذَا يَكُونُ بَالِغًا مَا بَلَغَ عِنْدَ الْإِمَامِ مُحَمَّدٍ لِأَنَّ الْمُسَمَّى مَجْهُولٌ وَالرِّضَاءُ بِالْمَجْهُولِ لَغْوٌ وَقَدْ اسْتَوْفَى مَنَافِعَهُ بِعَقْدٍ فَاسِدٍ فَلَهُ أَجْرُهُ بَالِغًا مَا بَلَغَ (الطَّحْطَاوِيُّ) قِيلَ ' تَقْدِيمُ الْفُقَهَاءِ قَوْلَ مُحَمَّدٍ يُؤْذِنُ بِاخْتِيَارِهِ[8]

عیال کا مفہوم

عیال کا مفہوم تقریباًوہی ہے جسے اردو میں آج کفالت کہتے ہیں ،یعنی کھانا،پینا،کپڑا اور رہائش وغیرہ بنیادی اخراجات کی کفالت، ہر عرف میں کفالت اور عیال کا تقریباً یہی مفہوم رہاہے،البتہ زمانہ کے فرق سے معیار اور مقدار میں تھوڑاتفاوت ممکن ہے،قدیم فقہاء کے یہاں بھی عیال تقریباًاسی معنیٰ میں استعمال ہوا ہے،علامہ کاسانی تحریر فرماتے ہیں:

ومن هو في عياله, وهو الذي يسكن معه, ويمونه, فيكفيه. طعامه, وشرابه, وكسوته, كائنا من كان قريبا, أو أجنبيا, مِنْ وَلَدِهِ

---

[8] - درر الحكام شرح مجلة الأحكام ج ۳ ص ۳٦۷ علي حيدر تحقيق تعريب: المحامي فهمي الحسيني الناشر دار الكتب العلمية مكان النشر لبنان / بيروت عدد الأجزاء 16×4

، وَامْرَأَتِهِ ، وَخَدَمِهِ ، وَأَجِيرِهِ [9]

ابن نجیم لکھتے ہیں:

وَالْمُرَادُ بِالْعِيَالِ من يَسْكُنُ معه حَقِيقَةً أو حُكْمًا---- وَإِنَّمَا قُلْنَا أو حُكْمًا لِأَنَّهُ لو دَفَعَهَا إلَى وَلَدِهِ الصَّغِيرِ وَزَوْجَتِهِ وَهُمَا في مَحَلَّةٍ وَالزَّوْجُ يَسْكُنُ في مَحَلَّةٍ أُخْرَى لَا يَضْمَنُ [10]

الجوہرة النيرة میں ہے:

وَالَّذِي فِي عِيَالِهِ هُوَ الَّذِي يَسْكُنُ مَعَهُ وَيُجْرِي عَلَيْهِ نَفَقَتَهُ مِنْ امْرَأَتِهِ وَوَلَدِهِ وَأَجِيرِهِ وَعَبْدِهِ [11]

علامہ بغدادیؒ رقمطراز ہیں:

وإن لم يكن في عياله ونفقته وسكناه بأن كان في محلة أخرى وهو لا ينفق عليه[12]

---

[9] - بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع ج ١٤ ص ١١٠ تأليف: علاء الدين أبو بكر بن مسعود الكاساني الحنفي 587هـ دار الكتب العلمية – بيروت – لبنان الطبعة الثانية 1406هـ – 1986م)

[10] - البحر الرائق شرح كنز الدقائق ج 7 ص 274 زين الدين ابن نجيم الحنفي سنة الولادة 926هـ/ سنة الوفاة 970هـ الناشر دار المعرفة مكان النشر بيروت)

[11]- الجوهرة النيرة ج ٣ ص ٣٣٩ المؤلف : أبو بكر بن علي بن محمد الحدادي العبادي اليمني – الزَّبِيدِيّ (المتوفى : 800هـ)

[12] - مجمع الضمانات في مذهب الامام الأعظم أبي حنيفة النعمان ج ١ ص ٢١١ أبي محمد بن غانم بن محمد البغدادي

باپ کے کاروبار میں بیٹا اپنے سرمایہ کے ساتھ شامل ہو

(۲)اگر باپ کے کاروبار میں ان کی اجازت سے شریک اولاد بھی اپنا معلوم سرمایہ شامل کرے اور شرح نفع طے نہ ہو تو یہ شرکت فاسدہ یا شرکت ملک کی صورت ہو گی ،اور سرمایہ لگانے والی اولاد اپنے سرمایہ کے تناسب سے کاروبار میں شریک سمجھی جائے گی، معاون محض نہیں، گو کہ بیٹا باپ کے زیر عیال ہو ،اس صورت میں بیٹا جب تک کہ خود واضح نہ کر دے کہ یہ رقم بطور تبرع یا بطور قرض دی جارہی ہے اس کو تبرع یا قرض قرار نہیں دیا جائے گا،اس لئے کہ فقہاء نے بیٹا کو معاون محض اس وقت تسلیم کیا ہے جب کہ تین شرطیں بیک وقت موجود ہوں:ا-صنعت ایک ہو،۲ -اولاد کا سرمایہ اس میں شامل نہ ہو،۳- اور اولاد باپ کے زیر عیال ہو ،ان تین میں سے کوئی ایک بات بھی فوت ہو جائے تو اولاد کو معاون محض کہکر اس کے حق شرکت کو رد نہیں کیا جائے گا ،کتب فقہیہ میں یہ تفصیل وتنقیح صراحت کے ساتھ موجود ہے:

حَتَّى أَنَّهُ لَوْ تَنَازَعَ الْأَبُ فِي الْمَتَاعِ الْمَوْجُودِ فِي بَيْتِهِ مَعَ أَوْلَادِهِ الْخَمْسَةِ الَّذِينَ يُقِيمُونَ مَعَهُ فِي ذَلِكَ الْبَيْتِ وَادَّعَى كُلٌّ مِنْهُمْ أَنَّ الْمَتَاعَ لَهُ فَالْمَتَاعُ لِلْأَبِ وَلَا يَكُونُ لِلْأَوْلَادِ غَيْرُ الثِّيَاب الَّتِي هُمْ لَابِسُوهَا (التَّنْقِيحُ) مَا لَمْ يُثْبِتُوا عَكْسَ ذَلِكَ وَيُوجَدُ ثَلَاثَةُ شُرُوطٍ

سنة الولادة -/ سنة الوفاة 1030هـ تحقيق أ.د محمد أحمد سراح، أ.د علي جمعة محمد عدد الأجزاء 2)

لِأَجْلِ اعْتِبَارِ الْوَلَدِ مُعِينًا لِأَبِيهِ : 1 – اتِّحَادُ الصَّنْعَةِ , فَإِذَا كَانَ الْأَبُ مُزَارِعًا وَالِابْنُ صَانِعَ أَحْذِيَةٍ فَكَسْبُ الْأَبِ مِنْ الْمُزَارَعَةِ وَالِابْنِ مِنْ صَنْعَةِ الْحِذَاءِ , فَكَسْبُ كُلٍّ مِنْهُمَا لِنَفْسِهِ وَلَيْسَ لِلْأَبِ الْمُدَاخَلَةُ فِي كَسْبِ ابْنِهِ لِكَوْنِهِ فِي عِيَالِهِ . وَقَوْلُ الْمَجَلَّةِ (مَعَ ابْنِهِ) إشَارَةٌ لِهَذَا الشَّرْطِ . مَثَلًا إنَّ زَيْدًا يَسْكُنُ مَعَ أَبِيهِ عَمْرٍ و فِي بَيْتٍ وَاحِدٍ وَيَعِيشُ مِنْ طَعَامِ أَبِيهِ وَقَدْ كَسَبَ مَالًا آخَرَ فَلَيْسَ لِإِخْوَانِهِ بَعْدَ وَفَاةِ أَبِيهِ إدْخَالُ مَا كَسَبَهُ زَيْدٌ فِي الشَّرِكَةِ . كَذَلِكَ لَوْ كَانَ اثْنَانِ يَسْكُنَانِ فِي دَارٍ وَكُلٌّ مِنْهُمَا يَكْسِبُ عَلَى حِدَةٍ وَجَمَعَا كَسْبَهُمَا فِي مَحَلٍّ وَاحِدٍ وَلَمْ يُعْلَمْ مَجْمُوعُهُ لِمَنْ كَمَا أَنَّهُ لَمْ يُعْلَمْ التَّسَاوِي أَوْ التَّفَاوُتُ فِيهِ فَيُقْسَمُ سَوِيَّةً بَيْنَهُمَا وَلَوْ كَانَا مُخْتَلِفَيْنِ فِي الْعَمَلِ وَالرَّأْيِ 2 – فِقْدَانُ الْأَمْوَالِ سَابِقًا . إذَا كَانَ لِلْأَبِ أَمْوَالٌ سَابِقَةٌ كَسْبُهَا وَلَمْ يَكُنْ مَعْلُومًا لِلِابْنِ أَمْوَالٌ بِأَنْ وَرِثَ مِنْ مُوَرِّثِهِ أَمْوَالًا مَعْلُومَةً فَيُعَدُّ الِابْنُ فِي عِيَالِ الْأَبِ 3 – أَنْ يَكُونَ الِابْنُ فِي عِيَالِ أَبِيهِ , أَمَّا إذَا كَانَ الْأَبُ يَسْكُنُ فِي دَارٍ وَالِابْنُ فِي دَارٍ أُخْرَى وَكَسَبَ الِابْنُ أَمْوَالًا عَظِيمَةً فَلَيْسَ لِلْأَبِ الْمُدَاخَلَةُ فِي أَمْوَالِ ابْنِهِ بِدَاعِي أَنَّهُ لَيْسَ لِلِابْنِ مَالٌ فِي حَيَاةِ أَبِيهِ [13]

دو شخصوں کے اموال کا ایسا اختلاط کہ باہم تمیز ممکن نہ ہو اس پر شرکت

---

[13] - درر الحكام شرح مجلة الأحكام ج ۳ ص ۴۴۴تا۴۴۶ علي حيدر تحقيق تعريب: المحامي فهمي الحسيني الناشر دار الكتب العلمية مكان النشر لبنان / بيروت عدد الأجزاء 16×4

عقد کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے،اگرچیکہ یہ اختلاط غیر اختیاری طور پر ہوجائے یا کاروبار میں شمولیت کا زمانہ ایک نہ ہو،اور چونکہ اس کی شرطوں میں سے ایک اہم شرط شرح نفع بوقت عقد معلوم نہیں ہے اس لئے شرکت فاسدہ کے اصول پر سرمایہ کے تناسب سے نفع کا تعین کیا جائے گا:

*فإذاخلطاالمالين على وجه لايمكن تمييز أحدهما عن الآخر فقد ثبتت الشركة في الملك فينبني عليه شركة العقد [14] *وهي أن يملك متعدد) اثنان فأكثر (عينا) أو حفظا كثوب هبه الريح في دارهما فإنهما شريكان في الحفظ قهستاني ---(بإرث أو بيع أو غيرهما) بأي سبب كان جبريا أو اختياريا ولو متعاقبا ؛ كما لو اشترى شيئا ثم أشرك فيه آخر منية[15]

*"ومنها"أن يكون الربح معلوم القدر, فإن كان مجهولا تفسد الشركة؛ لأن الربح هو المعقود عليه, وجهالته توجب فساد

---

[14] - المبسوط للسرخسي ج ١١ ص ٢٧٨ تأليف:شمس الدين أبو بكر محمد بن أبي سهل السرخسي دراسة وتحقيق: خليل محي الدين الميس الناشر: دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت، لبنان الطبعة الأولى، **1421**هـ **2000**م)

[15] - رد المحتار على "الدر المختار : شرح تنوير الابصار"ج ١٧ ص ١٦المؤلف : ابن عابدين ، محمد أمين بن عمر (المتوفى : **1252**هـ)

العقد كما في البيع والإجارة.[16]

*** الرِّبْحُ فِي الشَّرِكَةِ الْفَاسِدَةِ عَلَى قَدْرِ الْمَالِ وَإِنْ شَرَطَ الْفَضْلَ) لِأَنَّ الْأَصْلَ أَنَّ الرِّبْحَ تَابِعٌ لِلْمَالِ كَالرِّيعِ وَلَمْ يُعْدَلْ عِبْنَهُ إلَّا عِنْدَ صِحَّةِ التَّسْمِيَةِ**[17]

اور اگر اولاد کے شامل کردہ سرمایہ کی صحیح مقدار معلوم نہ ہو، تو اصول کے مطابق کاروبار میں باپ اور بیٹوں کی شرکت برابر سمجھی جائے گی، جیسا کہ شامیؒ وغیرہ کی اس عبارت سے سمجھ میں آتا ہے:

مطلب اجتمعا في دار واحدة واكتسبا ولا يعلم التفاوت فهو بينهما بالسوية تنبيه يؤخذ من هذا ما أفتى به في الخيرية في زوج امرأة وابنها اجتمعا في دار واحدة وأخذ كل منهما يكتسب على حدة ويجمعان كسبهما ولا يعلم التفاوت ولا التساوي ولا

---

16 - بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع ج ١٣ ص ١٦٩ تأليف: علاء الدين أبو بكر بن مسعود الكاساني الحنفي 587هـ دار الكتب العلمية – بيروت – لبنان الطبعة الثانية 1406هـ – 1986م)

17- درر الحكام شرح غرر الأحكام ج ٧ ص ٤٨٩ المؤلف : محمد بن فراموز الشهير بمنلا خسرو (المتوفى : 885هـ)كذا فی تبین الحقائق شرح كنز الدقائق ج ٣ ص ٣٢٣ فخر الدين عثمان بن علي الزيلعي الحنفي. الناشر دار الكتب الإسلامي. سنة النشر 1313هـ. مكان النشر القاهرة. عدد الأجزاء 6*3)

التمییز[18]

باپ بیٹوں کو کاروبار کے لئے سرمایہ فراہم کرے

(۳) ایک صورت یہ ہے کہ والد اپنی کل یا بعض اولاد کو کاروبار کے لئے سرمایہ فراہم کرے، اور کاروبار کی ملکیت اور منافع میں خود کو بھی اپنے بیٹوں کے برابر شریک قرار دے، اس صورت میں کاروبار کا اصل مالک باپ قرار پائے گا البتہ منافع میں باپ کے ساتھ حسب معاملہ وہ تمام اولاد شریک ہوگی، جنہوں نے اس کاروبار کو شروع کرنے کی ذمہ داری لی ہے، البتہ اگر اس کاروبار کو والد کے حسب منشا صرف بعض اولاد نے شروع کیا اور دوسرے بیٹے اس سے لاتعلق رہے تو اس کے منافع میں ان کی شرکت نہیں ہوگی البتہ والد کے واسطے سے کاروباری سرمایے پر والد کے انتقال کے بعد ان کو بھی مالکانہ حقوق حاصل ہونگے

فقہاء نے لکھاہے کہ باپ جب اپنی اولاد کو تصرف کے لئے کوئی سرمایہ دیتاہے تو اس کی ملکیت کا تعین اس کے قول وقرار یا قرائن سے کیا جاتاہے، جب تک کسی قول یا قرینہ سے یہ ثابت نہ ہو جائے کہ باپ نے وہ مال بطور ملکیت اولاد کو دیاہے، اولاد اس سرمایہ کی مالک نہیں ہوسکتی، مثلاً: باپ ہبہ کے طور پر دے تو ہبہ ہوگا، اور سرمایہ پر ملکیت بیٹوں کی ہوگی، قرض کے طور پر دے تو قرض

---

[18] -حاشية رد المختار على الدر المختار شرح تنوير الأبصار فقه أبو حنيفة ج ۴ ص ۳۲۵ ابن عابدين.الناشر دار الفكر للطباعة والنشر.سنة النشر 1421هـ - 2000م.مكان النشر بيروت.عدد الأجزاء 8

ہو گا،اور اس صورت میں بھی سرمایہ کے مالک بیٹے ہونگے،البتہ باپ اپنے قرض کے بقدر سرمایہ واپس لینے کا حق رکھے گا،اور اگر باپ اپنے لئے کاروبار کرنے کو دے تو پورے سرمایے کا مالک باپ ہو گا،اور اس میں تمام ورثہ برابر کے شریک ہونگے،شامیؒ لکھتے ہیں:

☆ولو دفع إلى ابنه مالا فتصرف فيه الابن يكون للابن إذا دلت دلالة على التمليك ا هـ[19]

☆القول للدافع لأنه أعلم بجهة الدفع دفع إلى ابنه مالا فأراد أخذه صدق في أنه دفعه قرضا[20].

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

قال لِوَلَدِهِ الصَّغِيرِ تَصَرَّفْ في هذه الْأَرْضِ فَأَخَذَ يَتَصَرَّفُ فيها لَا تَصِيرُ مِلْكًا له كَذَا في الْقُنْيَةِ وإذا وَهَبَ لِابْنِهِ وَكَتَبَ بِهِ على شَرِيكِهِ فما لم يَقْبِضْ لَا يَمْلِكُهُ وَلَوْ دَفَعَ إلَى ابْنِهِ مَالًا فَتَصَرَّفَ فيه الِابْنُ يَكُونُ لِلْأَبِ إلَّا إذَا دَلَّتْ دَلَالَةٌ على التَّمْلِيكِ كَذَا في الْمُلْتَقَطِ

---

[19] - حاشية رد المختار على الدر المختار شرح تنوير الأبصار فقه أبو حنيفة ج ۵ ص ۶۹۷ ابن عابدين. الناشر دار الفكر للطباعة والنشر. سنة النشر 1421هـ – 2000م. مكان النشر بيروت. عدد الأجزاء 8)

[20] - حاشية رد المختار على الدر المختار شرح تنوير الأبصار فقه أبو حنيفة ج ۷ ص ۵۰۴ ابن عابدين. الناشر دار الفكر للطباعة والنشر. سنة النشر 1421هـ – 2000م. مكان النشر بيروت. عدد الأجزاء 8)

رَجُلٌ دَفَعَ إلَى ابْنِهِ فِي صِحَّتِهِ مَالًا يَتَصَرَّفُ فيه فَفَعَلَ وَكَثُرَ ذلك فَمَاتَ الْأَبُ إنْ أَعْطَاهُ هِبَةً فَالْكُلُّ له وَإِنْ دَفَعَ إلَيْهِ لِأَنْ يَعْمَلَ فيه لِلْأَبِ فَهُوَ مِيرَاثٌ كَذَا فِي جَوَاهِرِ الْفَتَاوَى[21]

درر الحکام میں ہے:

رَجُلٌ دَفَعَ إلَى ابْنِهِ فِي صِحَّتِهِ مَالًا يَتَصَرَّفُ فِيهِ فَفَعَلَ وَكَثُرَ ذَلِكَ فَمَاتَ الْأَبُ فَإِنْ كَانَ أَعْطَاهُ هِبَةً فَالْكُلُّ لَهُ , وَإِنْ دَفَعَ إلَيْهِ لِأَنْ يَعْمَلَ فِيهِ لِلْأَبِ فَهُوَ مِيرَاثٌ (الْهِنْدِيَّةُ) . وَعَلَيْهِ لَوْ أَنَامَ أَحَدٌ ابْنَهُ الصَّغِيرَ عَلَى فِرَاشٍ ثَمَانِي سَنَوَاتٍ أَوْ عَشْرَ سَنَوَاتٍ وَلَمْ يُمَلِّكْهُ إيَّاهُ فَيَبْقَى الْفِرَاشُ مِلْكًا لَهُ (الْهِنْدِيَّةُ [22]

زیر بحث صورت میں سرمایہ دینے کے بعد خود کو نفع میں بیٹوں کے مساوی شریک قرار دینا اس بات کی علامت ہے کہ باپ اس سرمایہ سے دستبردار نہیں ہوا ہے، یعنی اس نے یہ سرمایہ ہبہ یا قرض کے طور پر نہیں بلکہ کاروبار کے لئے بطور مضاربت ان کے حوالے کیا ہے، اور مضاربت میں سرمایہ کا مالک رب

---

[21] - الفتاوى الهندية (موافق للمطبوع) الفتاوى الهندية في مذهب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان ج ١ ص ٢٠٨ الشيخ نظام وجماعة من علماء الهند سنة الولادة / سنة الوفاة تحقيق الناشر دار الفكر سنة النشر **1411**هـ – **1991**م مكان النشر عدد الأجزاء **6**

[22] - درر الحكام شرح مجلة الأحكام ج ٢ ص ٣٥۴علي حيدر تحقيق تعريب: المحامي فهمي الحسيني الناشر دار الكتب العلمية مكان النشر لبنان / بيروت عدد الأجزاء **16×4**)

المال ہوتا ہے، اور مضارب سرمایہ کا امین اور منافع میں شریک ہوتا ہے :

المضاربة عقد على الشركة بمال من أحد الجانبين ومراده الشركة في الربح وهو يستحق بالمال من أحد الجانبين والعمل من الجانب الآخر ولا مضاربة بدونها ألا ترى أن الربح لو شرط كله لرب المال كان بضاعة ولو شرط جميعه للمضارب كان قرضا [23]

اور اس مسئلے میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا کہ بیٹے باپ کی کفالت میں رہ کر یہ کاروبار کرتے ہیں یا خود کفیل ہونے کی حالت میں، اس لئے کہ اگر کاروبار بالکل جداگانہ ہو تو صرف اس بنیاد پر اس کو مشترکہ جائداد نہیں قرار دیا جائے گا کہ وہ لڑکے باپ کا کھانا کھاتے ہیں، یا یہ کہ باپ کی زندگی میں بیٹے کا جداگانہ کاروبار نہیں ہو سکتا، جس طرح کہ بیوی شوہر کے ساتھ زندگی گذارتی ہے اوراس کی مکمل کفالت شوہر کے ذمہ ہوتی ہے، لیکن اگر وہ جداگانہ کاروبار کرے تو وہ تنہا اس کی مالک ہو گی، درر الحکام کی عبارت اس سلسلے میں بہت واضح ہے:

مَثَلًا إنَّ زَيْدًا يَسْكُنُ مَعَ أَبِيهِ عَمْرٍ و فِي بَيْتٍ وَاحِدٍ وَيَعِيشُ مِنْ طَعَامِ أَبِيهِ وَقَدْ كَسَبَ مَالًا آخَرَ فَلَيْسَ لِإِخْوَانِهِ بَعْدَ وَفَاةِ أَبِيهِ إدْخَالُ مَا كَسَبَهُ زَيْدٌ فِي الشَّرِكَةِ---- أَمَّا إذَا كَانَ لِلزَّوْجَةِ كَسْبٌ

---

[23] -الهداية شرح بداية المبتدي ج ٣ ص ٢٠٢ لأبي الحسن علي بن أبي بكر بن عبد الجليل الرشداني المرغياني سنة الولادة 511هـ/ سنة الوفاة 593هـ الناشر المكتبة الإسلامية

عَلَى حِدَةٍ فَكَافَّةُ الْكَسْبِ لَهَا وَلَا تُعَدُّ مُعِينَةً لِلزَّوْجِ [24]

اسی طرح منافع کے معاملے میں بھائیوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہوگا، سب مساوی طور پر شریک ہونگے، خواہ محنت و عمل اور تجربہ وصلاحیت کے اعتبار سے باہم تفاوت موجود ہو:

وكذا لو اجتمع إخوة يعلمون في تركة أبيهم ونما المال فهو بينهم سوية ولو اختلفوا في العمل والرأي اهـ [25]

كَذَلِكَ لَوْ كَانَ إخْوَةٌ أَرْبَعَةٌ فِي عَائِلَةٍ وَاحِدَةٍ وَسَعَوْا فِي تَكْثِيرِ وَتَنْمِيَةِ الْأَمْوَالِ الْمَوْرُوثَةِ عَنْ أَبِيهِمْ فَتُقْسَمُ الْأَقْسَامُ بَيْنَهُمْ بِالسَّوِيَّةِ وَلَا يُنْظَرُ إلَى اخْتِلَافِ عَمَلِهِمْ أَوْ اخْتِلَافِ رَأْيِهِمْ [26]

---

[24] - درر الحكام شرح مجلة الأحكام ج ٣ ص ٤٤٣تا٤٤٦ علي حيدر تحقيق تعريب: المحامي فهمي الحسيني الناشر دار الكتب العلمية مكان النشر لبنان / بيروت عدد الأجزاء 16×4

[25] - حاشية رد المختار على الدر المختار شرح تنوير الأبصار فقه أبو حنيفة ج ٤ ص ٣٢٥ ابن عابدين. الناشر دار الفكر للطباعة والنشر.سنة النشر 1421هـ – 2000م. مكان النشر بيروت. عدد الأجزاء 8)

[26] - درر الحكام شرح مجلة الأحكام ج ٣ ص ٤٤٣تا٤٤٦ علي حيدر تحقيق تعريب: المحامي فهمي الحسيني الناشر دار الكتب العلمية مكان النشر لبنان / بيروت عدد الأجزاء 16×4

باپ کی کمپنی میں بیٹوں کی شرکت

(۴)اگر باپ اپنے بیٹوں کو سرمایہ لگائے بغیر اپنی کمپنی میں فی صد کے تناسب سے شریک کرلے ،اس صورت میں کمپنی میں بیٹوں کی حیثیت کیا ہوگی ،کمپنی کے پارٹنر کی یا شریک منافع کی ؟---

یہ مسئلہ تحقیق طلب ہے ،دراصل کسی کاروبار یا کمپنی میں شرکت کے لئے عموماً سرمایہ کی ضرورت ہوتی ہے ،اور یہاں اولاد بغیر سرمایہ کے شریک ہوتی ہے:

الشَّرِكَةُ فِي اللُّغَةِ هِيَ الْخُلْطَةُ ، وَفِي الشَّرْعِ عِبَارَةٌ عَنْ عَقْدٍ بَيْنَ الْمُتَشَارِكَيْنِ فِي الْأَصْلِ وَالرِّبْحِ[27]

اگر یہ فرض کیاجائے کہ باپ نے کمپنی کے کچھ حصے (شیرز)اپنے بیٹوں کو ہبہ کرکے مالکانہ حقوق دے دیئے ہیں،تو مشکل یہ ہے کہ فقہاء حنفیہ کے نزدیک ہبہ کے لئے قبضہ ضروری ہے ،اسی لئے غیر منقسم اشیاء کا ہبہ قابل نفاذ نہیں ہے جب تک کہ ان کو منقسم کرکے شرکاء کے حوالے نہ کردیا جائے ،اور اس میں بالغ اولاد اور اجنبی میں کوئی فرق نہیں ہے:

لِأَنَّ هِبَةَ الْمُشَاعِ عِنْدَنَا مُنْعَقِدٌ مَوْقُوفٌ نَفَاذُهُ عَلَى الْقِسْمَةِ وَالْقَبْضُ بَعْدَ الْقِسْمَةِ هُوَ الصَّحِيحُ إذْ الشُّيُوعُ لَا يَمْنَعُ رُكْنَ الْعَقْدِ

---

[27] - **الجوهرة النيرة ج ٣ ص ١٠٩ المؤلف : أبو بكر بن علي بن محمد الحدادي العبادي اليمني – الزَّبِيدِيّ (المتوفى : 800هـ)**

وَلَا حُكْمَهُ وَهُوَ الْمِلْكُ وَلَا سَائِرِ الشَّرَائِطِ إلَّا الْقَبْضُ الْمُمَكِّنُ مِنْ التَّصَرُّفِ فَإِذَا قَسَمَ وَقَبَضَ فَقَدْ زَالَ الْمَانِعُ مِنْ النَّفَاذِ فَيَنْفُذُ[28]

قال محمد رحمه الله في «الأصل لا تجوز الهبة إلا محوزة مقسومة مقبوضة يستوي فيها الأجنبي والولد إذا كان بالغاً، وقوله لا يجوز: لا يتم الحكم، فالجواز ثابت قبل القبض باتفاق الصحابة،[29]

دوسری دشواری یہ ہے کہ صحت ہبہ کے لئے مال موہوب کا واہب کے تسلط سے خارج ہونا ضروری ہے، جبکہ یہاں کمپنی پوری طرح والد کے زیر تسلط ہے:

فالشيوع من الطرفين مانع صحة الهبة وتمامها بالإجماع----- الأصل في جنس هذه المسائل أن اشتغال الموهوب بملك الواهب يمنع تمام الهبة، لما ذكرنا: أن القبض شرط تمام الهبة، واشتغال الموهوب بملك الواهب يمنع تمام القبض من الموهوب له، وهذا لأن الموهوب ما دام يملك الواهب كان يد الواهب قائمة على الموهوب

---

[28] - بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع ج ١٣ ص ٣٥٥ تأليف: علاء الدين أبو بكر بن مسعود الكاساني الحنفي 587هـ دار الكتب العلمية – بيروت – لبنان الطبعة الثانية 1406هـ – 1986م)

[29] - المحيط البرهاني ج ٦ ص ١٥١ المؤلف : محمود بن أحمد بن الصدر الشهيد النجاري برهان الدين مازه المحقق :الناشر : دار إحياء التراث العربي الطبعة :عدد الأجزاء : 11)

لقيامها على ما هو شاغل للموهوب، وقيام يد الواهب.... يمنع تمام الموهوب له[30]

اس لئے بظاہر اس صورت میں عام قاعدہ کے مطابق بیٹے کو زیادہ سے زیادہ اجیر عمل قرار دیا جانا چاہئے ،جس میں کمپنی کا مالک خود باپ ہو اور بیٹوں کو ملازمت واجرت کی بنیاد پر مقررہ تنخواہ دی جائے ،اور اس کو ابتدا ہی میں طے کر لیا جائے ،۔۔۔۔

لیکن اگر اس معاملہ کو ذرا اور تعمق کے ساتھ اس طرح دیکھا جائے کہ فقہاء نے شرکت اعمال یا شرکت تقبل کے ضمن میں ایک جزئیہ بیان کیا ہے کہ کوئی شخص اپنی دکان پر کسی سے بیٹھنے کا معاملہ کرے ، کہ وہ آنے والے آرڈروں کو وصول کرے ،اور تجارتی روابط کے استحکام میں مدد کرے ،اور نفع میں دونوں شریک ہوں تو اس طرح کی شرکت کو فقہاء نے استحساناً درست قرار دیا ہے ، گو کہ بظاہر ایک شخص کی طرف سے دکان ہے اور دوسرے کی طرف سے اس پر بیٹھنے کا عمل:

ولو أن رجلا أجلس في دكانه رجلا يطرح عليه العمل بالنصف, فالقياس أن لا تجوز هذه الشركة لأنها شركة العروض؛ لأن من أحدهما العمل ومن الآخر الحانوت, والحانوت من

---

30 - المحيط البرهاني ج ٦ ص ١١٥٨ لمؤلف : محمود بن أحمد بن الصدر الشهيد النجاري برهان الدين مازه المحقق :الناشر : دار إحياء التراث العربي الطبعة :عدد الأجزاء : 11)

العروض, وشركة العروض غير جائزة, وفي الاستحسان جائزة؛ لأن هذه شركة الأعمال؛ لأنها شركة التقبل, وتقبل العمل من صاحب الحانوت عمل, وشركة الأعمال جائزة بلا خلاف بين أصحابنا[31]

یہ جزئیہ کمپنی کی شکل سے زیادہ قریب ہے، کہ کمپنی کا تمام تر اثاثہ باپ کا ہے اور بیٹے شرکت تقبل کے اصول پر مارکیٹ آرڈر، بقایاجات وغیرہ کی وصولی اور کمپنی کے تجارتی روابط پر محنت کریں، اس صورت میں بیٹے صرف منافع میں شریک ہونگے، کمپنی کی ملکیت میں نہیں۔

☆اور اگر باپ کی طرف سے اس کو ہبہ مانا جائے تو اس صورت میں ہبۂ مشاع کا حل یہ سمجھ میں آتا ہے کہ فقہاء حنفیہ کا یہ ضابطہ کہ بغیر احراز و تقسیم کے ھبہ نامکمل رہتا ہے اس وقت ہے جب کہ شے موہوب قابل تقسیم ہو، لیکن ایسی چیز جو قابل تقسیم نہ ہو یا تقسیم کے بعد اس کی افادیت ختم یا محدود ہو جانے کا اندیشہ ہو تو اس کا ہبہ قبل از تقسیم بھی درست ہے، اور بغیر قبضہ کے بھی ہبہ مکمل ہو جاتا ہے، اس لئے کہ اس صورت میں تقسیم کی شرط لگانے کا مطلب یہ ہو گا کہ شئے موہوب ہی ختم یا ضرر رسیدہ ہو جائے، پھر اس ہبہ کا فائدہ کیا ہو گا؟ فقہاء نے

---

31 - بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع ج ١٣ ص ١٨٣ تأليف: علاء الدين أبو بكر بن مسعود الكاساني الحنفي **587هـ**
دار الكتب العلمية – بيروت – لبنان الطبعة الثانية **1406هـ – 1986م**
)

اس ضمن میں درہم کی مثال دی ہے، کہ ٹوٹنے سے ضائع ہو سکتا ہے یا اس کی قیمت گھٹ سکتی ہے، اسی طرح دیوار، راستہ اور حمام وغیرہ میں اپنا حصہ ہبہ کرنے کی مثال دی ہے، کہ حصہ کو ممتاز کرنے کے لئے دیوار منہدم کرنی ہوگی پھر نہ دیوار ہوگی اور نہ حصہ ہوگا، اس لئے ان صورتوں میں بلا تقسیم بھی ہبہ درست ہے

كل ما يوجب قسمته نقصانا، فإنه مما لا يحتمل القسمة وإذا لم يوجب نقصانا فهو مما يحتمل القسمة، فعلى هذا يقول: إن كان الدرهم الواحد ينتقص بالقسمة يجوز هبة نصفه، وإن كان لا ينتقص لا يجوز هبة نصفه، وذكر الصدر الشهيد في «واقعاته» في باب الباء: إذا وهب لرجلين درهما صحيحا تكلموا فيه، قال بعضهم: لا يجوز؛ لأن تنصف الدرهم لا يضر فكان مشاعا يحتمل القسمة، قال: والصحيح أن يجوز؛ لأن الدرهم الصحيح لا يكسر عادة فكان مشاعا لا يحتمل القسمة. في «المنتقى»------ إن وهب نصيباً له في حائط أو طريق أو حمام وسمي وسلط فهو جائز؛ لأنه غير محتمل للقسمة؛ لأنه إذا قسم لا يمكن الانتفاع على الوجه الذي ينتفع به قبل القسمة وهذا هو صفة مالا يحتمل القسمة [32]

---

[32] - المحيط البرهاني ج ٦ ص ١٥٣المؤلف : محمود بن أحمد بن الصدر الشهيد النجاري برهان الدين مازه المحقق :الناشر : دار إحياء التراث العربي الطبعة :عدد الأجزاء : 11)

میرے خیال میں کمپنی کو بھی ناقابل تقسیم اشیا میں شامل کیا جاسکتا ہے ،اس لئے کہ تقسیم کے بعد یا تو اس کا وجود فنا ہو جائے گا یا اس کو ناقابل تلافی نقصان پہونچے گا،اس تاویل کے مطابق مذکورہ صورت ہبہ کی قرار دی جاسکتی ہے یعنی باپ نے کمپنی کو اپنے بیٹوں کے درمیان فی صد کے حساب سے ہبہ کر دیا ،اور چونکہ کمپنی ناقابل تقسیم شئے ہے اس لئے یکجا رہنے کے باوجود ہبہ کا عمل نافذ ودرست ہو گا،البتہ اس صورت میں ضروری ہے کہ باپ اپنی کمپنی عملاً بیٹوں کے حوالے کر دے، گو کہ قانونی ملکیت اسی کی رہے،اس لئے کہ ہبہ کی تکمیل میں نفس ملکیت مانع نہیں بنتی ،بلکہ اصلاًواہب کا قبضہ وتسلط اور اشتغال مانع بنتا ہے:فقہاء نے اس کی صراحت کی ہے:

وقيام يد الواهب.... يمنع تمام الموهوب له،فأما اشتغال ملك الواهب بالموهوب لا يمنع تمام الهبة؛ لأن الموهوب فارغ لا مانع من تمام القبض؛ لأن اشتغال ملك الواهب للموهوب لا يوجب يد للواهب على الموهوب له فلا يمنع تمام الهبة.---- أكثر ما فيه أن يد الواهب قائمة على الدار والجوالق والمتاع والطعام فيها إلا أن هذه الأشياء مانعة دالة تحفظ ما فيها، وقيام اليد على البيع لا يوجب قيام اليد على الأصل [33]

اسی بناپر بالغ اور نابالغ اولاد کو ایک ساتھ ہبہ کے باب میں فقہاء نے یہ تجویز دی ہے کہ پہلے شئے موہوب بالغ بیٹا کے حوالے کر دیا جائے، پھر دونوں کو

---

[33] -حوالۂ بالا ص ۱۵۸ -

ہبہ کیا جائے:

فإنه لو وهب من كبيرين يجوز عندهما، وإذا كان أحدهما صغيراً قال: لا يجوز، وهكذا ذكر في «فتاوى أبي الليث» والفرق: إنه إذا كان أحدهما صغيراً فالهبة للصغير انعقدت للحال لقيام قبض الأب مقام قبضه، والهبة من الكبير احتاجت إلى قبض الكبير مانعة معنىً ففسدت كلها بالإتفاق.قال«البقالي»:الحيلة أن يسلم الدار إلى ابنه الكبير ثم يهب الدار منهما [34]

باقی گھریلو معاشرتی زندگی میں اس حد تک اشتراک قابل تحمل ہے،اس سے ہبہ کی تکمیل پر کوئی خاص اثر نہیں پڑے گا،اس معاملہ میں ایک فقہی جزئیہ سے بھی استیناس کیا جا سکتا ہے :

" میاں بیوی ایک ساتھ ایک مکان میں رہائش پذیر ہیں ،جو بیوی کی ملکیت میں ہے ،بیوی وہ مکان اپنے شوہر کو ہبہ کر دے ، لیکن اپنی رہائش بدستور رکھے تو ہبہ کی صحت پر فرق نہیں پڑے گا،اس لئے کہ وہ مکان شوہر کے قبضہ سے باہر نہیں ہے:

وفي «فتاوي أبي الليث»: وهبت المرأة دارها من رجل هو زوجها وهي ساكنة فيها ولها أمتعة فيها والزوج ساكن معها يصح؛ لأنها مع ما في يدها من الدار في يد الزوج فكانت الدار في يد الواهب معنى فصحت الهبة[35]

---

[34] - حوالۂ بالا ص ۱۵۸

[35] - حوالۂ بالا ص ۱۵۸

اسی طرح کمپنی میں باپ کا رسمی عمل دخل ہبہ کی صحت پر اثر انداز نہیں ہو گا۔۔۔علاوہ ازیں ہبۂ صحیح میں محض تخلیہ بھی قبضہ کے قائم مقام ہوتا ہے، اگر باپ اپنے بیٹوں کو کمپنی میں ضروری تصرفات سے نہ روکے تو یہ یک گونہ تخلیہ ہو گا، اور قبضہ کے قائم مقام ہو گا:

والقبض نوعان: حقيقي وأنه ظاهر، وحكمي وذلك بالتخلية؛ لأنها إذا كانت بحضرتهما فقد تمكنت من قبضها حقيقة، وهو تفسير التخلية[36]

باپ کے نام پر کمپنی قائم کرنا

(۵) مشترکہ کاروبار کی ایک شکل یہ ہوتی ہے کہ اولاد اپنے سرمایہ اور اپنی محنت واثر سے کوئی کمپنی قائم کرتی ہے، جس میں والد کا کوئی سرمایہ شامل نہیں ہوتا، لیکن والد کے احترام میں کمپنی والد کے نام پر قائم کرتی ہے یا کاغذات میں کمپنی کا مالک والد کو قرار دیا جاتا ہے، اصول شرع کے مطابق سرمایہ کا جو مالک ہے وہی سارے کاروبار کا مالک ہو گا، اس کی مرضی اور ارادہ کے بغیر کوئی دوسرا شخص اس کا مالک نہیں ہو سکتا:

فالولد والصوف يملك بملك الأصل إلا أن يملك غيره بسبب ينشئه مالك الأصل من وصية أو غيره[37]

---

[36] - حوالۂ بالا ص ۱۵۰۔

[37] - **المبسوط للسرخسي ج ۱۷ ص ۱۲۷ تأليف: شمس الدين أبو بكر محمد بن أبي سهل السرخسي دراسة وتحقيق: خليل محي الدين الميس الناشر:**

محض کسی کے نام پر کمپنی قائم کرنے یا کاغذات میں نام ڈالدینے سے اس کی ملکیت ثابت نہیں ہوتی جب تک کہ تملیک کے ارادہ سے یہ عمل نہ کیا جائے ،فقہاء نے دوسرے مسائل کے ضمن میں اس کی صراحت کی ہے ،چند عبارتیں بطور مثال پیش ہیں: جن کا خلاصہ یہ ہے کہ نامزد کرنے سے اگر تملیک مقصود نہ ہو تو نامزد شخص اس چیز کا مالک نہیں ہو گا:

☆قَالَ فِي الْهِنْدِيَّةِ:أَبُو الصَّغِيرِ غَرَسَ كَرْمًا أَوْ شَجَرًا ثُمَّ قَالَ : جَعَلْته لِابْنِي , فَهُوَ هِبَةٌ وَإِنْ قَالَ : جَعَلْته بِاسْمِ ابْنِي فَكَذَلِكَ هُوَ الْأَظْهَرُ وَعَلَيْهِ أَكْثَرُ مَشَايِخِنَا وَإِنْ لَمْ يُرِدْ الْهِبَةَ يُصَدَّقْ , وَلَوْ قَالَ : أَغْرِسُهُ بِاسْمِ ابْنِي . لَا يَكُونُ هِبَةً فَعَلَيْهِ الِاعْتِمَادُالطَّحْطَاوِيُّ[38].

☆لأنه لو قال جعلته باسمك لا يكون هبة ولهذا قال في الخلاصة لو غرس لابنه كرما إن قال جعلته لابني تكون هبة وإن قال باسم ابني لا تكون هبة ولو قال أغرس باسم ابني فالأمر متردد وهو إلى الصحة أقرب ا هـ .------ (قوله ولهذا قال في الخلاصة لا غرس إلخ) قال في المنح وفي الخانية قال جعلته لابني فلان يكون

دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت، لبنان الطبعة الأولى، 1421هـ 2000م)

[38] - درر الحكام شرح مجلة الأحكام ج ٢ ص ٣٥٤ علي حيدرتحقيق تعريب: المحامي فهمي الحسيني الناشر دار الكتب العلمية مكان النشر لبنان / بيروت عدد الأجزاء 16×4

هبة لأن الجعل عبارة عن التمليك وإن قال اغرسه باسم ابني لا يكون هبة وإن قال جعلته باسم ابني يكون هبة لأن الناس يريدون به التمليك والهبة.اهـ وفيه مخالفة لما في الخلاصة كما لا يخفى ا هـ -قال الرملي في حاشية المنح ما في الخانية أقرب لعرف الناس.اهـ.ورأيت في الولواجية مانصه رجل له ابن صغير فغرس كرماله فهذاعلى ثلاثة أوجه إن قال اغرس هذاالكرم باسم ابني فلان أوقال جعلته لابني فلان هبة لأن الجعل إثبات فيكون تمليكا وإن قال جعلته باسم ابني فالأمر مترددوهوأقرب إلى الوجه الأول .ا هـ .[39]

☆قوله (بخلاف جعلته باسمك) قال في البحر قيد بقوله لك لأنه لو قال جعلته باسمك لا يكون هبة ولهذا قال في الخلاصة لو غرس لابنه كرما إن قال جعلته لابني يكون هبة وإن قال باسم ابني لا يكون هبة ولو قال أغرس باسم ابني فالأمر متردد وهو إلى الصحة أقرب ا هـ وفي المنح عن الخانية بعد هذا قال جعلته لابني فلان يكون هبة لأن الجعل عبارة عن التمليك وإن قال أغرس باسم ابني لا يكون هبة وإن قال جعلته باسم ابني يكون هبة لأن الناس يريدون به التمليك والهبة ا هـ وفيه مخالفة لما في الخلاصة كما لا

---

[39] - البحر الرائق شرح كنز الدقائق ج ٧ ص ٢٨٥ زين الدين ابن نجيم الحنفي سنة الولادة 926هـ/ سنة الوفاة 970هـ الناشر دار المعرفة مكان النشر بيروت-

يخفى ا هـ [40]

☆وسئل أبو بكر عن رجل له ابن صغير غرس كرماً وقال: اغرسه باسم ابني فهذا لا يكون هبة، قيل: إن قال: جعلته لابني قال: لا شك في هذا أنه هبة[41]

☆غرس لابنه الصغير كرما إن قال جعلته له يكون هبة وإن قال جعلته باسمه لا ولو قال اغرس باسم ابني أمره متردد والى الصحة أقرب وهبته من ابنه الصغير تتم بلفظ واحد[42]

اس لئے مذکورہ صورت میں اگر بیٹے باپ کا نام ڈالنے کو ایک رسمی عمل بتائیں اور کمپنی پر باپ کی ملکیت کا انکار کریں، تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انہوں نے کمپنی میں باپ کا نام تملیک کی نیت سے نہیں ڈالا تھا بلکہ احترام کی ایک

---

[40] -حاشية رد المحتار على الدر المختار شرح تنوير الأبصار فقه أبو حنيفة ج ٥ ص ٦٨٩ ابن عابدين. الناشر دار الفكر الطباعة والنشر. سنة النشر 1421هـ – 2000م. مكان النشر بيروت. عدد الأجزاء 8)

[41] - الميحط البرهاني ج ٦ص١٤٨ المؤلف : محمود بن أحمد بن الصدر الشهيد النجاري برهان الدين مازه المحقق : الناشر : دار إحياء التراث العربي الطبعة :عدد الأجزاء : 11)

[42] - لسان الحكام في معرفة الأحكام ج ١ ص ٣٧١ إبراهيم بن أبي اليمن محمد الحنفي الناشر البابي الحلبي سنة النشر 1393 – 1973 مكان النشر القاهرة عدد الأجزاء 1)

رسم نبھائی تھی، جس کو نہ ماننے کی کوئی وجہ نہیں ہے، ایسی صورت میں کمپنی پر باپ کی ملکیت ثابت نہیں ہوگی۔

باپ بیٹوں کو اپنے سرمایے سے الگ الگ کاروبار کرادے

(٦) اگر باپ اپنے سرمایہ سے تمام بیٹوں کو الگ الگ کاروبار کرادے ،اور سب کی کمائی باپ کے پاس جمع ہو تو یہ صورت مضاربت کی ہوگی ،یعنی باپ نے وہ سرمایہ بیٹوں کو اپنے لئے کاروبار کرنے کو دیا ،اس لئے پورے کاروبار کا مالک باپ ہوگا اور بیٹے حسب معاہدہ منافع میں شریک ہونگے،اور اگر بیٹوں کی کمائی باپ کے پاس نہ آئے بلکہ خودانہی کے پاس رہے تو اس کا مطلب ہوگا کہ وہ سرمایہ اس نے بیٹوں کو بطور قرض یا بطور تبرع کے دیا ہے ،اس صورت میں کاروبار کے مالک بیٹے ہونگے ،اور قرض کی صورت میں باپ بقدر قرض اپنا سرمایہ واپس لینے کا مجاز ہوگا ،اور ان دونوں صورتوں میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا کہ بیٹے باپ کے ساتھ رہتے ہیں یا الگ رہتے ہیں:

وَلَوْ دَفَعَ إِلَى ابْنِهِ مَالًا فَتَصَرَّفَ فيه الِابْنُ يَكُونُ لِلْأَبِ إلَّا إذَا دَلَّتْ دَلَالَةٌ على التَّمْلِيكِ كَذَا في الْمُلْتَقَطِ رَجُلٌ دَفَعَ إلَى ابْنِهِ في صِحَّتِهِ مَالًا يَتَصَرَّف فيه فَفَعَلَ وَكَثُرَ ذلك فَمَاتَ الْأَبُ إنْ أَعْطَاهُ هِبَةً

فَالْكُلُّ له وَإِنْ دَفَعَ إلَيْهِ لَأَنْ يَعْمَلَ فيه لِلْأَبِ فَهُوَ مِيرَاثٌ كَذَا في جَوَاهِرِ الْفَتَاوَى[43]

القول للدافع لأنه أعلم بجهة الدفع دفع إلى ابنه مالا فأراد أخذه صدق في أنه دفعه قرضا[44]۔

وفي الخانية زوج بنيه الخمسة في داره وكلهم في عياله واختلفوا في المتاع فهو للأب وللبنين الثياب التي عليهم لا غير[45]۔

والد کامتروکہ کاروبار اگر بعض بیٹے سنبھال لیں

(۷)والد کے انتقال کے بعد کبھی ایسا ہوتا ہے کہ والد کا ترکہ تقسیم نہیں کیا جاتا، مرحوم باپ کے بیٹوں کا رہن سہن ایک ساتھ رہتا ہے، والد کے پرانے کاروبار کو بعض بیٹے سنبھال لیتے ہیں، اور اس کی آمدنی سے پورے گھر کا

---

43 - الفتاوى الهندية (موافق للمطبوع) الفتاوى الهندية في مذهب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان ج ۱ ص ۲۰۸ الشيخ نظام وجماعة من علماء الهند سنة الولادة / سنة الوفاة تحقيق الناشر دار الفكر سنة النشر 1411هـ – 1991م مكان النشر عدد الأجزاء 6

44 - حاشية رد المختار على الدر المختار شرح تنوير الأبصار فقه أبو حنيفة ج ۷ ص ۵۰۴ ابن عابدين. الناشر دار الفكر للطباعة والنشر. سنة النشر 1421هـ – 2000م. مكان النشر بيروت. عدد الأجزاء 8)

45 - حاشية رد المختار على الدر المختار شرح تنوير الأبصار فقه أبو حنيفة ج ۴ ص ۳۲۵ ابن عابدين. الناشر دار الفكر للطباعة والنشر.سنة النشر 1421هـ – 2000م.مكان النشر بيروت.عدد الأجزاء 8)

خرچ چلتاہے، فقہاءنے صراحت کی ہے کہ اس صورت میں کاروبار باپ کی حیات کے مقابلہ میں خواہ کتنی ہی ترقی کر جائے، یہ باپ کی موروثہ جائداد ہی قرار پائے گی، اور شرعی طور پر تمام ورثہ اس میں حصہ پانے کے حقدار ہونگے، خواہ انہوں نے سرمایہ کے بڑھانے میں عملاً حصہ لیا ہو یا نہ لیا ہو، کاروبار میں محنت کرنے والے بیٹوں کو بھی ان کے اپنے حصۂ شرعی سے زیادہ نہیں ملے گا، اس لئے کہ مشترک سرمایہ میں جس میں فرق وتمیز کا پیمانہ موجود نہ ہو کسی کے لئے کمی بیشی کا فیصلہ کرنا ممکن نہیں ہے، اس میں کافی نزاع پیدا ہو گا اس لئے اس کی بنیاد مساوات پر رکھی جائے گی، اور محنت کرنے والے بیٹوں کو عند اللہ اجر کے علاوہ اضافی کچھ نہیں ملے گا، انسان کو چاہیئے کہ معاملات کو شروع کرنے سے پہلے طے کرے، بصورت دیگر وہی حل قبول کرنا ہو گا جس کی بنیاد مساوات اور رفع نزاع پر ہو اور سب کے لئے قابل قبول ہو :

تنبيه يقع كثيرا في الفلاحين ونحوهم أن أحدهم يموت فتقوم أولاده على تركته بلا قسمة ويعملون فيها من حرث وزراعة وبيع وشراء واستدانة ونحو ذلك وتارة يكون كبيرهم هو الذي يتولى مهماتهم ويعملون عنده بأمره وكل ذلك على وجه الإطلاق والتفويض لكن بلا تصريح بلفظ المفاوضة ولا بيان جميع مقتضياتها مع كون التركة أغلبها أو كلها عروض لا تصح فيها شركة العقد ولا شك أن هذه ليست شركة مفاوضة خلافا لما أفتى به في زماننا من لا خبرة له بل هي شركة ملك كما حررته في تنقيح الحامدية ثم

رأيت التصريح به بعينه في فتاوى الحانوتي فإذا كان سعيهم واحدا ولم يتميز ما حصله كل واحد منهم بعمله يكون ما جمعوه مشتركا بينهم بالسوية وإن اختلفوا في العمل والرأي كثرة وصوابا كما أفتى به في الخيرية[46]

والد کی متروکہ رقم سے اپنا کاروبار کرنا

(۸)اگر ترکہ کی تقسیم سے قبل کوئی بیٹاوالد کی متروکہ رقم لے کر اپنا الگ کاروبار شروع کردے،تو اگر اس نے یہ رقم ورثہ کی رضامندی سے اپنے کاروبار کے لئے بطور قرض لی ہے،توکاروبار کامالک وہی بیٹاہوگااور بقدر قرض اس رقم کی واپسی ضروری ہوگی،

وما اشتراه أحدهم لنفسه يكون له ويضمن حصة شركائه من ثمنه إذا دفعه من المال المشترك وكل ما استدانه أحدهم يطالب به وحده [47]

اور اگر دوسرے ورثہ کی اجازت ورضامندی کے بغیر لی،تو یہ رقم اور

---

[46] - حاشية رد المختار على الدر المختار شرح تنوير الأبصار فقه أبو حنيفة ج ۴ ص ۳۰۷ ابن عابدين. الناشر دار الفكر للطباعة والنشر.سنة النشر 1421هـ – 2000م.مكان النشر بيروت.عدد الأجزاء 8)

[47] - حاشية رد المختار على الدر المختار شرح تنوير الأبصار فقه أبو حنيفة ج ۴ ص ۳۰۷ ابن عابدين. الناشر دار الفكر للطباعة والنشر.سنة النشر 1421هـ – 2000م.مكان النشر بيروت.عدد الأجزاء 8)

اس سے حاصل شدہ جملہ منافع کے مالک تمام ورثہ ہونگے،اس لئے کہ اصولی طور پر منافع اصل کے تابع ہوتے ہیں،متروکہ رقم کے مالک ورثہ ہیں اس لئے اس کے منافع کے مالک بھی وہی ہونگے،اور اس تصرف کو غاصبانہ قرار دیا جائے گا ،اور نقصان کی صورت میں ضمان بھی واجب ہوگا:

لِأَنَّ الْأَصْلَ أَنَّ الرِّبْحَ تَابِعٌ لِلْمَالِ كَالرِّيعِ----[48]

تجارتی معاملات میں عرف وقرائن کی اہمیت

(۹) جس کاروبار میں ابتداءً معاملہ کی نوعیت متعین نہ ہو اس میں نوعیت کا تعین عرف وعادت اور قرائن وشواہد کی بنیادوں پر کیا جائے گا،بشرطیکہ شریعت اسلامیہ کی تصریحات اور قانون اسلامی کے مزاج کے خلاف نہ ہو،فقہاء نے شرکت واجرت کے بہت سے مسائل کی بنیاد عرف وتعامل پر رکھی ہے، شریعت میں یہ ایک معتبر بنیاد ہے اور رفع نزاع اور معاملات کے حل کے لئے اس میں اتفاقی یا قریبی بنیاد بننے کی پوری صلاحیت موجود ہے:

وفي الاشباه:استعان برجل في السوق ليبيع متاعه فطلب منه أجرا فالعبرة لعادتهم، وكذا لو أدخل رجلا في حانوته ليعمل

---

[48]- درر الحكام شرح غرر الأحكام ج ۷ ص ۴۸۹ المؤلف : محمد بن فراموز الشهير بمنلا خسرو (المتوفى : 885هـ)كذا فی تبین الحقائق شرح كنز الدقائق ج ۳ ص ۳۲۳ فخر الدين عثمان بن علي الزيلعي الحنفي. الناشر دار الكتب الإسلامي. سنة النشر 1313هـ. مكان النشر القاهرة. عدد الأجزاء 6*3)

له.وفي الدرر: دفع غلامه أو ابنه لحائك مدة كذا ليعلمه النسج وشرط عليه كل شهر كذا جاز، ولو لم يشترط فبعد التعليم طلب كل من المعلم والمولى أجرا من الآخر اعتبر عرف البلدة في ذلك العمل.[49]

کاروبار کے سلسلے میں ضروری ہدایات

(۱۰)معاملات میں صفائی کاروبار کی اولین ترجیح ہوتی ہے ،اپنے ہوں یا غیر سب کے لئے اس کی یکساں اہمیت ہے ،اس لئے اولاد کے بالغ ہونے سے قبل باپ اپنی اولاد سے جو خدمت بھی لیتا ہے وہ عموماً تربیت کے زمرہ میں آتا ہے ،لیکن اولاد کے بالغ ہونے کے بعد بالخصوص شادی شدہ اور صاحب اولاد ہونے کے بعد ان کی شخصی ضروریات بڑھ جاتی ہیں ،ایسی صورت میں شرکت کی نوعیت واضح کئے بغیر اولاد کو اپنے کاروبار میں شریک نہ کیا جائے ،بالخصوص اس وقت جب اولاد والدین کی کفالت میں نہ ہو۔

☆والد کو چاہئے کہ مالی معاملات میں تمام اولاد کے ساتھ مساوات کا

---

[49] - الدر المختار ، شرح تنوير الأبصار في فقه مذهب الإمام أبي حنيفة ج ٦ ص ٣٢٥ المؤلف : محمد ، علاء الدين بن علي الحصكفي (المتوفى : 1088هـ) مصدر الكتاب : موقع يعسوب [ترقيم الكتاب موافق للمطبوع]

برتاؤ کرے،اور بغیر کسی شدید ضرورت کے ان کے درمیان ترجیحی سلوک کو روا نہ رکھے۔

☆والد کے انتقال کے بعد متروکہ جائداد ایک مشترکہ اثاثہ ہے،اس میں کسی ایک کو تصرف کا اختیار نہیں ہے،اگر کوئی اس میں تصرف کرتا ہے تو یہ حدود سے تجاوز اور خیانت کے مترادف ہے ،بھائیوں کو تعلق باہم کی بقا کے لئے کسی بھی ایسے عمل سے گریز کرنا چاہئے جس سے باہمی اعتماد کو ٹھیس پہونچے۔

☆کسی بھی مشترکہ کاروبار میں دیانت وامانت کو بنیاد بنایا جائے،اور شرکت یا مضاربت کے تعلق سے فقہاء نے جو تفصیلات فراہم کی ہیں ان کی روشنی میں کاروبار شروع کیا جائے اور اس کو چلایا جائے،اور وقتاً فوقتاً کسی معتبر عالم دین سے بھی اس سلسلے میں رہنمائی حاصل کی جائے،واللہ اعلم بالصواب وعلمہ اتم واحکم

اختر امام عادل قاسمی

خادم جامعہ ربانی منورواشریف، سمستی پور